انٹرنیشنل ٹیلی ویژن کا باقاعدہ آغاز

حضرت محمد مصطفی ﷺ کا ذکرِ الٰہی کا عظیم الشان نمونہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 /جنوری 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۱﴾ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۲﴾ (آل عمران 192-191)

پھر فرمایا:۔

الحمدللہ کہ آج وہ جمعہ کا دن آیا جس کی بہت دیر سے دل میں تمنا تھی اور ایک مدت سے انتظار تھا کہ آج خدا کے فضل کے ساتھ انٹرنیشنل احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن کا باقاعدہ آغاز ہورہا ہے۔ وہ جو جمعہ کا خطبہ پہلے ہر جمعہ سنایا جاتا تھا وہ اگرچہ اسی ٹیلی ویژن کے ذریعے تھا لیکن یہ سروس روزمرہ کے طور پر ابھی جاری نہیں ہوئی تھی۔ الحمدللہ کہ جو خوشخبری میں نے ماریشس کی سرزمین سے دی تھی۔ آج انگلستان کی سرزمین سے یہ اعلان کرنے کی توفیق مل رہی ہے آج سے باقاعدہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی روزانہ سروس کا آغاز ہو چکا ہے۔ یورپ میں ساڑھے تین گھنٹے یا تین گھنٹے روزانہ اور باقی ایشیا اور

افریقہ وغیرہ میں روزانہ بارہ گھنٹے کا پروگرام چلا کرے گا۔ شروع میں یہ پروگرام تجرباتی ہیں یعنی پروگرام تو مستقل ہیں۔ لیکن تجرباتی ان معنوں میں کہ ہماری تمام ٹیمیں نو آموز ہیں، انہیں اس کام کی باقاعدہ کوئی تربیت نہیں دی گئی اور جو بے شمار روپے کی ضرورت پیش آتی ہے، وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اخلاص کی دولت ہے، دعاؤں کی مدد سے، اس اخلاص کو عمل میں ڈھالتے ہیں۔ اور جو کچھ بھی اس کے نتیجہ میں پیدا ہوگا، مجھے امید ہے کہ بابرکت ہوگا اور جماعت کی تربیت ہی کے لئے نہیں۔ بلکہ سب دنیا کے لئے بھی ٹیلی ویژن کے ذریعے تربیت کے ایک نئے دور کا آغاز ہو جائے گا۔ کہیں دنیا میں ٹیلی ویژن کو ان اعلیٰ مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا گیا۔ جن اعلیٰ مقاصد کے لئے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ایک ٹیلی ویژن کے نئے دور کے آغاز کی توفیق مل رہی ہے۔

مختلف جماعتوں کو لکھا گیا تھا اور پیغامات برقی بھی ٹیلیفون کے ذریعے بھی بھجوائے گئے کہ جلد از جلد اپنے پروگرام بنا کر بھجوائیں کیونکہ سب دنیا کے مختلف خطوں کی مختلف ضروریات ہیں۔ مختلف زبانوں کی مختلف ضروریات ہیں اور یہاں بیٹھے ان سب کی ضروریات کا اندازہ لگا کر پھر ان کی زبانوں میں ان کے پیغامات دینا ممکن نہیں ہے۔ جس حد تک آپ کا ملک بیدار ہوگا جماعتی لحاظ سے اس حد تک اس ملک کے فائدے کے انتظامات ہوں گے تو اس لئے اگر کوئی سستی کریں گے تو آپ کا نقصان ہے، عالمگیر نقصان ہے بھی لیکن خصوصیت سے آپ کا نقصان ہے۔

اس ضمن میں سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ بنگلہ دیش نے ساری جماعتوں پہ اس معاملے میں سبقت حاصل کر لی ہے اور پہلا پروگرام جو ہمیں پہنچا ہے بنگلہ زبان میں ہے اور جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کی طرف سے ہے۔ کئی ویڈیوز انہوں نے بڑی جلدی میں مگر عمدگی سے تیار کی ہیں رفتہ رفتہ انشاء اللہ جوں جوں تجربہ بڑھتا جائے گا خدا کے فضل کے ساتھ پروگرام زیادہ دیدہ زیب ہوتے چلے جائیں گے اور خوب صورت ہوتے چلے جائیں گے۔

جہاں تک مستقل نوعیت کے تعلیمی وتربیتی پروگراموں کا تعلق ہے۔ ان پر بھی کام ہو رہا ہے لیکن کچھ وقت لگے گا جونہی اتنے پروگرام تیار ہو گئے کہ یہ امکان ہوا کہ سلسلہ ٹوٹے بغیر ہم ان کو جاری رکھ سکیں گے تو ہم انشاء اللہ ان کو شروع کر دیں گے۔ زبانوں پر بھی بڑے زور سے کام ہو رہا ہے۔ علاقائی حالات پر ان کے خوبصورت مقامات اور جانوروں اور پرندوں وغیرہ کے اوپر اس قسم کے سبھی

کام شروع ہو چکے ہیں۔ انگلستان غالباً اس معاملے میں سب سے آگے ہیں۔ رفیق حیات صاحب کی ٹیم ماشاء اللہ دن رات بڑی محبت سے کام کر رہی ہے۔ سارے دنیا کے پروگراموں کو ترتیب دینے میں اس پہلو سے جماعت UK کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت بخشی ہے اور سبقت عطا فرمائی ہے کہ ان سب کاموں کا سب سے بڑا بوجھ جماعت UK نے اٹھایا ہے۔ کل جب یہاں ہماری وہ وَین آئی جس کے ذریعے ہم براہ راست دنیا میں کسی جگہ سے بھی خود اپنے پروگرام اٹھا کر سیاروں تک پہنچا سکتے ہیں اور جب میں وہ Van دیکھنے کے لئے گیا تو بتایا گیا کہ یہاں UK کے خدمت کرنے والے بھی موجود ہیں، ان کو بھی دیکھیں۔ میں یہ دیکھ کے بہت خوش ہوا کہ لڑکوں کی ٹیمیں بھی اور لڑکیوں کی ٹیمیں بھی دن رات مگن ہیں اور بہت محنت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سلیقے کے ساتھ کاموں کو سنوار رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

سب سے پہلا بیرونی مبلغ جو دنیا میں بھجوایا گیا تھا وہ غالباً انگلستان تھا اور اس کے بعد ماریشس کی باری آتی ہے تو ان دو باتوں میں بھی ماریشس اور انگلستان کا تعلق قائم ہوا ہے۔ ماریشس اگرچہ اعلان میں پہلے ہے لیکن کام کو ترتیب دینے اور سب سے نمایاں حصہ لینے میں لازماً UK دنیا میں سب سے پہلا ہے۔ یہ دونوں اعزاز اِن دونوں جماعتوں کو اللہ تعالیٰ بہت بہت مبارک فرمائے۔

اب میں چند کلمات میں ماریشس کی جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس دورے کے عرصے میں ہم نے ان کو بہت ہی مخلص اور محنتی اور فدائی پایا اور بڑے وسیع تعلقات، بڑے وسیع رابطے قائم ہوئے ہیں۔ شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جس کی تقریباً ہر بڑے چھوٹے مرد عورت بچے سے ملاقات ہوئی ہو اور انہوں نے دن رات اپنے اپنے حصے کے اوقات میں باری باری آ کے ملاقات کی ہو، کچھ جگہ ہمیں بھی جانا پڑا۔ مجھ پر جو عمومی تاثر ہے وہ یہ ہے کہ خدا کے فضل سے جماعت کے اندر اخلاص کا معیار بہت نمایاں ہے اور ہر طرف ہر جگہ ہے یعنی یہ نہیں کہ کوئی جماعت پیچھے ہے، کوئی آگے ہے۔ تمام جماعتوں میں، مردوں عورتوں اور بچوں میں خدا کے فضل کے سلسلے سے بہت محبت ہے اور اپنے بزرگ مربیوں کو بھی بڑے پیار اور محبت سے یاد رکھتے ہیں۔ اول سے آخر تک ان کی یادیں نسلاً بعد نسلٍ منتقل کی جارہی ہیں اور یہ پہلو مجھے ان کا بہت ہی پیارا لگا کہ اپنے ان محسنین کو یاد رکھتے ہیں جن کے ذریعے خدا تعالیٰ نے ان کے مقدر جگائے اور خدا کے فضل سے ان کو احمدیت کی آغوش میں آنے

کی توفیق ملی۔ باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی یہ ضرور کرنا چاہئے۔ انگلستان کی جماعت کو بھی اپنے ابتدائی خدمت کرنے والوں کے ذکر کو زندہ رکھنا چاہئے اور جس طرح وہاں میں نے دیکھا ہے کہ ہر خاندان میں وہ ذکر چلتے ہیں۔ اور کسی کا نام اگر اولین مبلغین میں سے کسی نے رکھا تھا تو وہ ضرور فخر سے بتاتا تھا کہ میرا نام حافظ جمال احمد صاحب نے رکھا، میرا نام فلاں نے رکھا، میرا نام فلاں نے رکھا اور اس طرح مجھے ان سے کچھ تعلیم حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جو عام تذکرے ہیں یہ نیکیوں کو زندہ رکھنے میں مددگار بنتے ہیں۔ اس لئے جہاں زندہ مبلغین کے ساتھ رابطہ ضروری ہے وہاں فوت شدہ مبلغین کے ذکر کو زندہ کرنا بھی ضروری ہے۔ **اذکروا محاسن موتاکم** (ترمذی کتاب الجنائز حدیث نمبر:940)۔ کو ضرور پیشِ نظر رکھیں اس میں بہت فائدے ہیں۔ باقی دنیا کی جماعتیں بھی ایسے پروگرام بنائیں کہ ابتدائی خدمت کرنے والے چاہے وہ سلسلے کے باقاعدہ مبلغ تھے یا انفرادی طور پر آکر فیض پہنچانے والے تھے ان سب کے ذکر کو زندہ کریں اور اپنی جماعت میں ان کو عام کریں۔

جماعت ماریشس کا میں تمام عالمگیر جماعتوں کی طرف سے بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے بہت محبت اور محنت کے ساتھ بڑے خلوص کے ساتھ پروگرام مرتب کئے اور بہت غیر معمولی محنت کی ہے اور پھر بھی تھکے نہیں۔ بڑی بشاشت کے ساتھ آخر وقت تک وہ غیر معمولی کوشش کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آج کے مبارک جمعہ میں جو مختلف اجتماعات ہو رہے ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اول جماعت احمدیہ سرگودھا شہر کا جلسہ سالانہ آج منعقد ہو رہا ہے۔ پھر تحصیل بھلوال کی جماعتوں کا جلسہ سالانہ بھی آج ہی منعقد ہو رہا ہے۔ لندن ریجن کی مجلس اطفال الاحمدیہ کا ایک روزہ اجتماع پرسوں منعقد ہو رہا ہے۔ بعض عرب جماعتوں کے انصار، خدام، لجنات اور ناصرات کے اجتماعات 9/ جنوری کو منعقد ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ ضلع میرپور خاص کا پانچواں جلسہ سالانہ 13/ جنوری کو منعقد ہو رہا ہے انہوں نے بھی آج ہی ذکر کرنے کی درخواست کی ہے۔ ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سارے اجتماعات مبارک فرمائے اور اب جو بھی اچھے اجتماعات ہوں، اگر ممکن ہو تو ان کی ویڈیوز بھی محفوظ کر لینی چاہئیں۔ ماریشس کی ویڈیوز جو تھیں وہ اب یہاں آپ کو دکھائی گئی ہیں۔ باقی دنیا کو بھی دکھائی جا رہی ہیں۔ اسی طرح یہ سارے اجتماعات جھلکیوں کے طور پر عالمی بن

جائیں گے۔ دنیا میں جہاں بھی اجتماعات ہو رہے ہیں چھوٹی یا غریب جماعت ہو، بڑی یا مخلص جماعت ہو کوئی بھی ہو دنیا کے کسی خطے سے تعلق رکھتی ہو، اس کے اپنے کچھ رنگ ہیں، سب جماعتوں کی اپنی خوشبوئیں ہیں اور ان کی آوازیں بھی اپنا ایک خاص اخلاص اور پیار کا رنگ رکھتی ہیں، ان کی زبانیں بھی ایک کشش رکھتی ہیں۔ احمدیت کے گلدستے میں یہ سارے پھول اللہ نے سجا دیئے ہیں اور خدا کرے یہ گلدستہ بڑھتا چلا جائے۔ ان پھولوں کی خوشبوؤں اور رنگوں کو ہم اس عالمی پروگرام کے ذریعے سب دنیا تک پہنچاتے رہیں۔ اس سے ایک بین الاقوامی اخوت کی فضا پیدا ہوگی اور مضبوط تر ہوتی چلی جائے گی، رابطے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے اور ساری دنیا کی جماعتوں کو احساس ہوگا کہ ہم کیا ہیں۔ کتنی وسیع عالمگیر جماعت سے ہمارا تعلق ہے، اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام یاد آتا رہے گا کہ

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔'' (تذکرہ:260)

میں اس میں ہمیشہ ''میں'' کے لفظ پر زور دیتا ہوں۔ عام طور پر جب پڑھنے والے پڑھتے ہیں تو میں ''تیری'' تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا یا ''کناروں'' پہ زور دیتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ''میں'' پر زور ہے کہ دنیا سے کیا ہونا ہے، میں پہنچاؤں گا۔ دنیا تو مخالفت پر زور مارے گی اور تیرے ماننے والوں میں بھی اتنی توفیق کہاں ہے کہ وہ خود اپنی طاقت سے اس پیغام کو دنیا تک پہنچا سکیں۔ میں ہوں جو پہنچاؤں گا اور آج دنیا میں ہم انٹرنیشنل ٹیلی ویژن کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو پہنچا رہے ہیں۔ یہ اللہ ہے جو پہنچا رہا ہے، اس میں ہماری کوششوں کا اگر دخل ہے تو محض ہم بہانہ بنائے گئے ہیں ورنہ حقیقت میں یہ سارے بڑے کاروبار اور بندوبست ہمارے بس کی بات نہیں تھی اور نہیں ہے اگر اللہ کا فضل اٹھ جائے تو سارے پروگرام بے کار اور بے معنی اور بے حقیقت ہو کے رہ جائیں گے۔ ہمیں ان بارہ گھنٹوں کو خوب صورتی سے مفید چیزوں سے بھرنے کی توفیق ہی نہیں ملے گی کیونکہ بہت بڑا کام ہے۔ اللہ کا فضل ہی ہے جو ساتھ ساتھ نازل ہوتا رہے، مسلسل ساتھ دے اور اسی کی رحمتوں کے سائے تلے یہ پروگرام آگے بڑھیں۔

آج کا مبارک جمعہ وہ جمعہ بھی ہے جس میں پہلی مرتبہ باقاعدہ ''الفضل انٹرنیشنل'' کا اجراء ہو چکا ہے اور چودھری رشید احمد صاحب اور ان کے ساتھیوں نے ماشاء اللہ بڑی محنت سے ایک بہت

خوب صورت پیش کش کی ہے جو ہر ہفتے انشاء اللہ سب دنیا کی جماعتوں کو پہنچتی رہے گی اور اس سلسلے میں اگر چہ شروع میں قیمت 50P رکھی گئی ہے لیکن یہ غریب ملکوں کے لئے زیادہ ہے اور یہاں بھی اگر نسبتاً کم پہ مہیا ہو سکے تو بہت بہتر ہے۔ اس کے لئے ہم نے ایک الگ ٹیم بنائی ہے جو اشتہارات اکٹھے کرے گی۔ اس ٹیم میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے قابل تجربہ کار یا ویسے جوش رکھنے والے نوجوان ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ٹیم کے ذریعے جوں جوں ہماری آمد بڑھے گی۔ ہم ایک وقت ایسا آئے گا کہ چندے کو کم کرنا شروع کر دیں گے اور کوشش کریں گے کہ جیسا کہ ہمیشہ سے دستور رہا ہے اصل ''الفضل'' کبھی بھی منافع کمانے کا ذریعہ نہیں بنا بلکہ کوشش یہی رہی ہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے تو الفضل بھی اور ''ریویو'' بھی اگر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں تو ہم پر یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور نعمت ہے اور اس پہلو سے انشاء اللہ خریداروں پر بوجھ کم کرنے کی کوشش کی جاتی رہے گی۔

''ریویو'' کے متعلق ایک ہفتے کی تاخیر کا مجھے بتایا گیا ہے۔ بعض فنی مشکلات کی وجہ سے اس کے چھپوانے میں دیر ہو رہی ہے، اس لئے آج کی بجائے وہ اگلے ہفتہ انشاء اللہ شائع ہوگا لیکن وہ چونکہ ماہانہ رسالہ ہے اس لئے چند دن یا ہفتوں کی تاخیر سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ آئندہ کے لئے ان کا خیال ہے اور امید ہے کہ باقاعدہ ہر مہینے کے آغاز میں وہ ''ریویو'' شائع کر دیا کریں گے۔ مضامین اگلے ریویو کے لئے بھی تیار ہیں اور اس کو چھپوانے کی تیاری بھی شروع ہو چکی ہے۔ امید رکھتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا لیکن مجھے ''ریویو'' کے متعلق جو فکر ہے وہ اس کی اشاعت کی ہے۔ دس ہزار کی تعداد میں ہم نے شائع تو کر دیا یعنی ہو رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ احمدی جو انگریزی دان ہیں اور اس سے استفادہ کر سکتے ہیں، ان کے علاوہ غیروں تک پہنچانے کا کیا انتظام ہوگا۔ اس سلسلے میں سب دنیا میں ایسے دانشور، صاحبِ اثر مخلصین خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں لیکن مخلص ان معنوں میں کہ دل کے سچے ہوں ایسے لوگوں کی تلاش ہونی چاہئے۔ یہ جو مخلص کا لفظ میں نے استعمال کیا ہے یہ ہر انسان پر برابر صادق آتا ہے خواہ وہ دنیا کے کسی حصے سے تعلق رکھتا ہو، کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اگر وہ اپنے قول کا سچا ہے تو دیکھنے میں فوراً اپتا چل جاتا ہے کہ کس مزاج کا، کسی سرشت کا انسان ہے۔ مخلصین ہی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں متقین کے طور پر آغاز میں کیا

ہے کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

یہ وہ لوگ ہیں جو دل میں ایک قسم کا خدا کا خوف رکھتے ہیں یعنی سچے لوگ ہیں ان کو ضرور ہدایت ملتی ہے چونکہ ''ریویو'' کو سب دنیا کی ہدایت کے لئے جاری کیا جارہا ہے اس لئے پہلے بھی میں نے بارہا تاکید کی کہ محض زیادہ پتے اکٹھے کرنے کے مقابلے نہ کریں کہ جرمنی دو ہزار دے دے اور بنگلہ دیش تین ہزار بھیج دے کہ جی ہم نے زیادہ پتے اکٹھے کر لئے ہیں۔ پتے اکٹھے کرنا تو ہرایرے غیرے کے قبضے میں ہے کوئی ڈائریکٹری اٹھالے اور جتنے مرضی پتے اکٹھے کرلے۔ ہمیں ایسے اندھے پتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ضرورت ہے ایسے انسانوں کے پتوں کی جو صاحب علم بھی ہوں۔ اپنی زندگی کے دائرے میں ایک مقام رکھتے ہوں، ان کی آواز دوسروں تک پہنچ سکے اور عموماً جن کے متعلق یہ خیال ہو کہ وہ اچھے مزاج کے لوگ ہیں، شریف النفس لوگ ہیں، قول کے سچے ہیں۔ ان تک اگر ''ریویو'' پہنچا تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ ایک دو سال کے اندر ''ریویو'' کے ذریعے ہی بہت ہی بالا طبقے سے تعلق رکھنے والی ہزار ہا بیعتیں آنی شروع ہو جائیں گی اور پھر ان کے ذریعے سے یہ روشنی اور بھی پھیلے گی۔ آپ سب سے پہلے تو پتا جات حاصل کرنے میں جلدی کریں جس طرح میں نے بتایا ہے اس طرح حاصل کریں۔ پھر ساتھ ہی اس کے بجٹ کی طرف بھی توجہ کریں جن جن جماعتوں میں لوگ اپنے طور پر ''ریویو'' لگوا سکتے ہیں وہ کوشش کریں اور ہمیں لکھ دیں کہ ہم اتنے ''ریویو'' کا چندہ ضرور دیں گے لیکن ہمیں ضرورت زیادہ ہے۔ ہم انشاء اللہ زائد ضرورت پوری کریں گے اور جو چندہ ان کی طرف سے ملے گا وہ شکریہ کے ساتھ قبول کریں گے۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ ''ریویو'' کو بھی مفید اور وسیع دائرے پر اثر رکھنے والا رسالہ بنائیں گے۔

جہاں تک ٹیلی ویژن کا تعلق ہے اس کے لئے ابھی تک اشتہارات آنے کا سلسلہ شروع نہیں ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ تمام ملک اپنے طور پر جائزہ لیں انٹرنیشنل احمدیہ ٹیلی ویژن کو لوگوں سے پہلے واقف کروانا ہے۔ بہت بڑے بڑے کاروبار والے لوگ ہیں اگر ان کو یہ پتا ہو کہ ایک انٹرنیشنل ٹیلی ویژن ہے جس کو بڑے انہماک سے مختلف دنیا کے ملکوں میں دیکھا جاتا ہے تو پورے تعارف اور اچھے تعارف کے نتیجے میں کئی ایسے کاروباری ادارے ہیں جو اشتہار دے سکتے ہیں۔ کئی ایسے ادارے ہیں جو زیادہ وقت خریدنا چاہیں گے مثلاً اشتہار دینے کی بجائے وہ گھنٹہ دو گھنٹے روزانہ خریدنا چاہیں گے

پھر وہ جس طرح چاہیں اسے استعمال کریں۔ دنیا کے ٹیلی ویژن کی اخلاقی حالت پر ہمارا تو کوئی اختیار نہیں ہے مگر ہم پھر احمدیہ ٹیلی ویژن کے نام پر نہیں بلکہ اپنا کچھ زائد وقت ان کو بیچ دیں گے اس ضمن میں ہمارے پاس مزید گنجائش بھی ہے اور ہم اور بھی وقت خرید سکتے ہیں تو ان سے جو فائدہ پہنچے گا وہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس روپے کو دنیا کی اخلاقی حالت کو بہتر بنانے کے لئے استعمال کریں گے۔

ٹیلی ویژن کی جو ٹیم جسوال برادران کی ہمارے پاس کام کر رہی ہے۔ وہ بے حد محنت کر رہے ہیں جو کچھ ان کا ہے سب ڈال بیٹھے ہیں۔ مزید طاقت نہیں رہی جو پیش کر سکیں اور وہاں ماریشس میں بھی ماشاء اللہ غیر معمولی ہمت اور محنت اور اخلاص سے انہوں نے پروگرام تیار کئے مگر کام بڑھ چکا ہے ان کے بس میں نہیں رہا۔ اپنا مرکزی کردار تو انشاء اللہ یہی سنبھالے رکھیں گے لیکن ارد گرد کے مؤیّدین اور مدد کرنے والوں کی ضرورت ہے وہ بہت زیادہ پھیل رہی ہے جس طرح انگلستان کی جماعت نے لبیک کہا ہے میں امید رکھتا ہوں کہ باقی دنیا کی جماعتیں بھی اس طرح Soft Programing کے سلسلے میں یعنی ٹیلی ویژن پر دکھائے جانے والے مختلف نوعیت کے اچھے پروگرام بنانے کے سلسلے میں اپنی اپنی کوششیں بڑھائیں گے اور زیادہ سے زیادہ قابل لوگوں کو ٹیموں کی صورت میں ان کاموں میں منہمک کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

ذکرِ الٰہی کے سلسلے میں مَیں نے گزشتہ سے پیوستہ خطبہ میں جو ذکر کیا تھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہر موقع اور محل کی مناسبت سے ذکر فرمایا کرتے تھے اور ذہن ایسے حیرت انگیز طریق پر اتنی باریکی سے مضامین کی تہہ میں اترتا تھا کہ عام حدیث کو پڑھنے والا انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس میں کیا کیا فلسفے کیا کیا حکمت کی باتیں پوشیدہ ہیں اور موقع سے کیا تعلق ہے عموماً لوگ سرسری طور پر حدیث پڑھ کے آگے گزر جاتے ہیں حالانکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلام کلام الٰہی کے بعد سب سے زیادہ گہرائی رکھتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے آنحضرت ﷺ کے ذکر کے مضمون کو میں بیان کر بھی دوں تو یہ ذکر مکمل نہیں ہو سکتا میری نصیحت جماعت کو یہ ہے کہ حضور اکرمؐ کے ذکر کو غور سے پڑھ کر اس میں ڈوب کر اس کی گہرائی سے نئے نئے موتی تلاش کیا کریں اور اپنے ماحول میں پھر اس ذکر کو چلایا کریں۔

اب مثلاً کھانے کے متعلق میں نے بیان کیا تھا، کھانا اٹھایا جا رہا ہے تو آنحضرت ﷺ کیا

ذکر فرماتے ہیں۔ وہ زبانی تو بتایا تھا۔ حدیث غالباً میں نے نہیں پڑھی تھی۔ وہ حدیث ترمذی ابواب الدعوات سے لی گئی ہے۔

حدثنا محمد بن بشار اخبر یحی ابن سعید اخبرنا ثور ابن سعید اخبرنا ثور بن یزرد اخبرنا خالد بن معدان عن ابی امامة قال: کان رسول اللهﷺ اذا رفعت المائدة من بین یدیه یقول الحمد لله حمدًا کثیرا طیبا مبارکا فیه غیر مودع ولا مستغنی عنه ربنا. هذا حدیث حسن صحیح. (ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر:3378)

یہ الفاظ اب اردو میں پڑھتا ہوں۔ حضرت ابی عمامہؓ سے روایت ہے یعنی آخری روایت حضرت ابی عمامہؓ کی طرف سے ہے کہ آنحضرتﷺ کے آگے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو یہ دعا کرتے ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ بہت زیادہ تعریفیں۔ بہت زیادہ پاکیزہ اور برکت والی۔ تجھے ترک نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی تجھ سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔'' یعنی کھانا کھا بیٹھے اور نہ صرف یہ کہ اسے ترک کیا جاسکتا ہے اب بلکہ لازم ہے کہ ترک کریں اس سے زیادہ گنجائش نہیں ہے اور ایک زیادہ سے زیادہ کھانے والا بھی ایک مقام پر کہہ دے گا کہ بس اٹھالو اور پھر فرمایا اور نہ ہی تجھ سے بے نیاز ہو سکتے ہیں کیونکہ رزق کے تعلق میں ایک بے نیازی کے ہونے کا مضمون بھی ہے۔ وقتی طور پر کھانا اٹھایا جاسکتا ہے مگر مستقل بے نیاز نہیں ہو سکتے لیکن اللہ سے نہ عارضی بے نیازی ہے نہ مستقل بے نیازی ہے کیونکہ روحانی زندگی کی یہ ساری طاقت اللہ سے وابستہ ہے۔ پس آنحضرتﷺ ہر موقع اور محل کی مناسبت سے ایسا ذکر فرماتے تھے جس میں خود حضرت اقدس محمد مصطفیٰﷺ کی صداقت کے عظیم دلائل پوشیدہ ہیں۔ اب کسی ایسے شخص کو جس نے اپنی طرف سے افتراء کیا ہو اور اللہ کا مضمون گھڑا ہو اسے یہ توفیق مل ہی نہیں سکتی، اگر کوئی کہے کہ ہوسکتا ہے تو وہ جھوٹا اور پاگل ہے جو یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو افتراء کرنے والا ہے کھانا اٹھایا جارہا ہے تو یہ باتیں سوچ رہا ہے۔ اس کے تو وہم وگمان میں بھی یہ باتیں نہیں آسکتیں عام طور پر دنیا میں جو اللہ والے ہیں ان کے ذہن بھی اس طرف نہیں جاتے تو ایک دہریہ اور مفتری کا دماغ کیسے ان باتوں کی طرف جاسکتا ہے۔ بڑے بڑے خدا والے ہیں بڑے بڑے انبیاء گزرے ہیں ان کی کتابوں کا مطالعہ کرلیں ان کی زندگی کے حالات دیکھ لیں

جس طرح ہر مرحلے، ہر موقع، پر ہر وقت کی اور ماحول کی اور مزاج کی تبدیلی کے وقت حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے اپنے رب کو یاد کیا ہے وہ ایک ایک پہلو نہ صرف اللہ کی عظمت کی نشاندہی کرتا ہے بلکہ آپ کی صداقت کے اوپر دلالت کرتا ہے۔ ایک سچے، گہرائی کے ساتھ پورے صدق کے ساتھ عاشق ہونے والے شخص کے سوا کوئی ایسے مواقع پر اپنے رب کو اس طرح یاد نہیں کرسکتا۔ یہ انسانی فطرت کے خلاف بات ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے میں نے ذکر کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ سجدہ کیسے کیا کرتے تھے، سجدے میں کیا کیفیت ہوا کرتی تھی اسی مضمون کی ایک اور حدیث ہے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ قرآن کریم کے سجدہ میں یہ دعا کرتے تھے ’’میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا۔ اس کی شنوائی کو بنایا اور اس کی بینائی کو بنایا۔‘‘ اب چہرے کے ساتھ دو بہت ہی اہم حواس خمسہ کے ذرائع وابستہ کر دیئے گئے ہیں اور چہرے میں اندر کا منہ شامل نہیں ہے۔ اس لئے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے مزے کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ عربی زبان میں جو چہرہ ہے وہ باہر دکھائی دینے والا حصہ ہے۔ اس لئے ان دو کے تعلق میں آپؐ نے ذکر فرمایا کہ میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا، اس کی شنوائی کو بنایا اور اس کی بینائی کو بنایا اور پھر فرمایا وبحولہ وقوتہ اپنے حول کے ساتھ اور اپنی قوت کے ساتھ۔ (ترمذی کتاب الجمعہ حدیث نمبر: 529)۔

اب ایک عام پڑھنے والا سوچتا نہیں ہے کہ ’’حول‘‘ کا اس مضمون سے کیا تعلق ہے۔ ’’قوۃ‘‘ کا اس مضمون سے کیا تعلق ہے لیکن ذرا توقف کریں اور غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ بینائی اور شنوائی یہ دو چیزیں ہیں جن کے ذریعے انسان تمام خوف کی جگہوں سے بچ سکتا ہے۔ ہر قسم کے خطرات سے بچنے کا سب سے اہم ذریعہ جو جاندار کو عطا کیا گیا ہے وہ شنوائی اور بینائی ہے۔ اگر شنوائی اور بینائی نہ رہیں تو کسی خوف سے کوئی آزادی نہیں تو فرمایا: **وبحولہ** ’’حول‘‘ اس طاقت کو کہتے ہیں جو خطرات سے بچانے والی ہے تو دیکھیں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی نگاہ کتنی گہرائی پہ اتری ہے۔ فرمایا میرا وہ چہرہ گو تیرے حضور سجدہ ریز ہے جس کو تو نے شنوائی اور بینائی عطا کی اپنے ’’حول‘‘ کے ساتھ یعنی اپنی ان قوتوں کے ساتھ جو ہر خطرے سے بچانے والی ہیں اور پھر فرمایا:

وبقوتہ بینائی اور شنوائی کے ذریعے انسان تمام منفعتیں حاصل کرتا ہے۔ اگر اندھا اور بہرہ ہو جائے تو کچھ بھی نہیں رہتا محض ایک سبزی کی طرح لاٹھ سی رہ جاتی ہے۔ اس کا کوئی وجود نہیں رہتا۔ تمام انسانی فوائد، تمام انسانی ترقیات سب سے زیادہ ان دو قوتوں یعنی شنوائی اور بینائی سے وابستہ ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بڑی گہرائی اور فکر کے ساتھ سوچنے کے بعد موقع اور محل پہ دعا مانگتے تھے۔ اس مضمون کے تعلق میں بات کیا کرتے تھے۔ فرمایا یہ میری آنکھیں بھی تیرے حضور سجدہ ریز ہو رہی ہیں۔ میرے کان بھی۔ اور تو ہی ہے جواب ان دونوں کی قوتوں کو بڑھا اور ان کو رفعتیں بخش، اور ایسے موقع پر پھر سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی کے مضمون میں ایک نئی شان پیدا ہوتی ہے ایک نئی بلندی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کی رفعتوں کے ساتھ سماعت کو بھی رفعت ملتی ہے۔ اللہ کی رفعتوں کے ساتھ بینائی کو بھی ایک رفعت ملتی ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے بہتر ذکر کرنے والا کبھی دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ پس ذکر کرنے ہیں تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سے سیکھیں۔

ابوداؤد کتاب الادب میں ایک یہ حدیث درج ہے۔ حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ جب شام ہو جاتی تو رسول کریمؐ یہ دعا کرتے کہ ہم نے شام کی اور تمام ملک نے اللہ کے لئے شام کی۔ اب یہ بظاہر ایک عام سا فقرہ ہے لیکن اس میں عام طور پر خاص بات دکھائی نہیں دے گی مگر آپ کو غور کرنا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تمام دنیا نے شام کی ہے۔ اس زمانے میں جو انسان کا دنیا کا تصور تھا وہ یہ تھا کہ ساری دنیا پر بیک وقت رات آتی ہے اور بیک وقت صبح آجاتی ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ بھی اسی سوچ کے مطابق یہ فرما سکتے تھے کہ اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں جس کے لئے ہم نے بھی شام کی اور ساری دنیا نے بھی شام کی۔ مگر آنحضورؐ یہ نہیں فرماتے۔ فرماتے ہیں ''اور ملک نے اللہ کے لئے شام کی'' اس کا مطلب ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شعور عطا ہوا تھا کہ ہر ملک کی صبح الگ ہے ہر ملک کی شام الگ ہے۔ ایک ملک تو شام میں شریک ہو سکتا ہے اور چونکہ مراد ملک عرب تھا اس لئے عرب کی تو بہر حال ایک ہی شام تھی مگر ملکوں اور خطوں کی شامیں الگ الگ ہو سکتی ہیں۔ یہ مضمون واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ پر روشن تھا۔ پس فرمایا جب شام ہو جاتی ہے۔ ''ہم نے شام کی اور تمام ملک نے اللہ کے لئے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی

عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔'' فرماتے ہیں حکومت اسی کی ہے اور سب حمد اسی کو زیبا ہے، وہ ہر شئے پر قادر ہے۔ میں مانگتا ہوں خیر جو اس رات میں ہے'' یعنی اندھیروں سے صرف شر ہی تو وابستہ نہیں، خیریں بھی تو وابستہ ہیں۔ سکینت بھی ملتی ہے اور بہت سے فوائد ہیں جو ملتے ہیں جو اندھیروں سے وابستہ ہیں۔ فرمایا ''میں مانگتا ہوں خیر جو اس رات میں ہے اور خیر جو اس رات کے بعد آنے والی ہے اور اس رات کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اس رات کے بعد کی برائی سے بھی، سُستی سے اور تکبر کی برائی سے میں آگ کے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' سستی سے اور تکبر کی برائی سے یہ دو باتیں خصوصیت سے میرے نزدیک رات کے مضمون سے تعلق رکھتی ہیں کہ رات چونکہ آرام کے لئے ہے اس لئے سُستی اور آرام کا آپس کا ایک رشتہ ہے اور آرام اگر زیادہ ہو جائے اور بے وجہ ہو جائے تو اسی کا نام سُستی ہے اور عموماً قومیں جو زیادہ آرام طلب ہو جاتی ہیں وہ تنزل اختیار کر جاتی ہیں۔ راتیں آرام کے لئے ہیں مگر اتنے آرام کے لئے کہ جو کھوئی ہوئی طاقتوں کو بحال کر دے۔ اگر نیند کو ایک عیش کا ذریعہ بنالیں تو وہ پھر سُستی طاری کر دیتی ہے اور ہر کام پر سُستی طاری ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد کتاب الادب حدیث نمبر: 4409)

پھر فرمایا ''تکبر''۔ تکبر کا رات کے ساتھ یا بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

میں سمجھتا ہوں کہ راتوں کے جو آرام ہیں ان میں متکبر جس جس قسم کی نعمتیں جس جس قسم کے محل اپنے لئے بناتے ہیں۔ اپنی راتوں کو جس طرح عیش و عشرت کا ذریعہ بناتے ہیں غالباً اس طرف اشارہ ہوگا کہ راتیں اپنے ساتھ متکبروں کے لئے خاص قسم کے پیغامات بھی لاتی ہیں۔ خاص قسم کے سامان فراہم کرتی ہیں اور ان کی راتوں کی زندگی خاص طور پر تکبر میں صرف ہوتی ہے اور سجدہ ریزی میں صرف نہیں ہوتی۔ وہ سمجھتے ہیں راتیں ہمارے عیش و عشرت کے لئے بنائی گئی ہیں اور امیر لوگ بعض علاقوں میں بعض دفعہ ساری رات جاگ کر ہر قسم کی گندگی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان کی رعونت اور ان کا تکبر کا سب سے زیادہ مظہر ان کی راتیں ہوتی ہیں۔ پس سُستی سے بھی نجات کے لئے دعا مانگی اور تکبر سے بھی نجات کے لئے اور بچنے کے لئے دعا مانگی۔ پھر فرمایا اور میں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ آگ کے عذاب کا تعلق تو پہلی دونوں باتوں سے ہے یعنی شر والا پہلو بھی ہے رات میں اور اس کے بعد جو آنے والا ہے اس میں بھی شر کا پہلو ہے۔

سُستی کا پہلو بھی ہے، تکبر کا پہلو بھی ہے اور یہ دونوں باتیں انسان پر آگ واجب کر دیتی ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ میں آگ سے پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

''قبر کے عذاب سے'' کا ذکر اس لئے فرمایا گیا ہے کہ نیند کو موت کے ساتھ ایک مشابہت ہے اور موت کی جو کیفیت قبر کی حالت میں ہوگی وہ ایک نیم جاگنے اور نیم سونے کی سی کیفیت ہے تو سوتے وقت کو قبر کے وقت کے مشابہ قرار دینا بھی ایک بہت فصاحت و بلاغت کا کلام ہے۔ سونے سے پہلے موت کا خیال آنا لیکن عارضی موت کا۔ ابھی پوری طرح موت اپنے تمام عوارض کے ساتھ آگے نہیں بڑھی۔ قبر کی حالت وہ ہے جو اگلی دنیا کے لئے پہلی تیاری کا حکم رکھتی ہے اور جس طرح ہمارے لئے نیند ہے اسی طرح اگلی دنیا کی جاگ سے پہلے قبر کی حالت ہے تو فرمایا میں قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔

پھر ترمذی کتاب الدعوات ہی سے حذیفہ بن الیمان کی یہ حدیث لی گئی ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ ''جب نبی کریمؐ سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھ سر کے نیچے رکھتے اور پھر عرض کرتے۔ اے میرے اللہ مجھے اس دن کے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا یا اٹھائے گا۔'' (ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر: 3320) اب اس کا بھی اسی مضمون سے تعلق ہے۔ سونے سے پہلے چونکہ انسان پر ایک قسم کی موت طاری ہونے والی ہوتی ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا

(الزمر: 43) یہی مضمون ہے قرآن کریم کا جس کو حدیث میں مختلف دعاؤں میں ڈھالا جا رہا ہے کہ ہم ایسی حالت میں جا رہے ہیں کہ موت سے کچھ مشابہت ہو رہی ہے اور موت سے تعلق میں سب سے زیادہ پہلا خیال انسان کو قبر کے عذاب یا آگ کے عذاب کا آنا چاہئے کیونکہ یہی دو بدانجام ہیں جو انسان کو موت کے بعد ملا کرتے ہیں۔ تو بدانجام سے پناہ کے وقت پناہ حاصل کرنے کے لئے بہت ہی اچھا موقع ہے کہ سونے سے پہلے انسان یہ دعائیں کرے۔

پھر اسی کیفیت کی ایک اور دعا کتاب الدعوات ہی میں حذیفہ ابن الیمانؓ سے مروی ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو کہتے ''اے اللہ تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ جیتا ہوں''۔ یہاں بھی وہی مضمون ہے کہ ایک عارضی موت میں سے

انسان گزرنے والا ہے جو مستقل بھی ہوسکتی ہے کوئی پتا نہیں کہ پھر اٹھیں گے کہ نہیں اٹھیں گے۔ تو ہر دفعہ جب سونے لگے تو انسان موت کو ضرور یاد کرے اور موت سے پہلے جس طرح انسان گھبراہٹ میں دعائیں مانگتا ہے اور دنیا کو بھلا کر سب سے زیادہ خدا کی ناراضگی کے خوف سے بچنے کے لئے استغفار کرتا ہے وہی کیفیت ہر رات کو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر طاری ہوتی تھی۔ باوجود اس کے کہ آپؐ کو ہر عذاب سے پناہ دی جا چکی تھی۔ پس اگر آنحضرت ﷺ بھی اپنے بارے میں ایسی احتیاط فرماتے تھے کہ عارضی موت سے پہلے بھی خدا تعالیٰ کی طرف گریہ وزاری سے متوجہ ہوتے اور آگ کے عذاب سے بچنے کی دعائیں کرتے تھے تو ایک عام گنہگار انسان کے لئے تو ہزار گنا زیادہ یہ واجب ہے کہ موت کے مشابہ ہر کیفیت سے پہلے وہ استغفار سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرے اور آگ کے عذاب سے پناہ مانگے۔

آنحضورؐ فرماتے ہیں۔ ”اے اللہ تیرے نام کے ساتھ میں مرتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ جیتا ہوں۔“ اس میں صبح اٹھنے کی دعا بھی شامل ہوگئی ہے تیرے نام کے ساتھ روز مرتا ہوں یعنی رات کے وقت اور پھر تیرے نام کے ساتھ جیتا ہوں اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے ”تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے مارنے کے بعد زندہ فرمایا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“ (ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر:3336)

پھر ترمذی کتاب الدعوات ہی سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث لی گئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رات بستر پر سونے کے لئے تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے ان میں پھونک مارتے اور ان میں سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھتے اور پھر ان سے جس حد تک پہنچ سکتے جسم کا مسح فرماتے۔ (ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر:3324) بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سارے جسم کے ہر حصے پر ہاتھ پہنچانا اور اس کو رگڑنا ضروری ہے یہ غلط ہے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ حدیث ہے کہ وہ جس حصے تک آرام سے ہاتھ پہنچ سکتا تھا پہنچاتے باقی ہاتھ کا اشارہ ہی کافی سمجھتے تھے۔ سر اور چہرے سے شروع فرماتے اور جسم کے سامنے والے حصے پر زیادہ مسح فرماتے۔ یعنی یہ نہیں کہ اٹھ اٹھ کر پیچھے بھی ہاتھ پھیرے جائیں۔ بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے جن کو اس حدیث کا پورا علم نہیں ہوتا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ الٹ پلٹ کر کے سارے بدن پر ہاتھ ملنے ضروری ہیں، یہ غلط طریق اور غیر فطری

طریق ہے۔ آنحضورؐ جسم کے سامنے والے حصے پر جہاں آسانی سے ہاتھ پہنچتے ہیں وہاں تک تبرکاً پھیرتے تھے اور ایک علامتی طور پر یہ بات فرمایا کرتے تھے۔ تین مرتبہ ایسا کیا کرتے تھے ورنہ دعا تو وہی تھی جو دل سے اٹھتی تھی اور فوراً اقبول ہو جایا کرتی تھی۔

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے یہ بھی ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے کہ جب رسول کریم ﷺ بستر پر تشریف لے جاتے تو یوں خدا کا ذکر کرتے ''سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا اور ہمارے لئے کافی ہوا اور ہمیں پناہ دی اور کتنے ہی ہیں جن کے لئے کوئی ایسا وجود نہیں کہ ان کے لئے کافی ہو اور انہیں پناہ دے۔'' (ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر:3318)

سارے دن کے مشاغل کے بعد رات کو دراصل نیند میں انسان تھکاوٹ سے پناہ مانگتا ہے۔ ہر قسم کی محنتوں کے بعد اور پھر ہر قسم کے خطرات سے جو پناہ بستر میں ملتی ہے ویسی پناہ کسی اور جگہ نصیب نہیں ہوتی۔ سب جانور بھی تھک کر جب اپنے آرام کی جگہ کو پہنچتے ہیں تو وہی ان کی پناہ گاہ بن جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ دن پر نظر کرتے ہوئے یاد فرماتے تھے کہ ہمیں اللہ نے کھانا کھلایا اللہ ہی نے پلایا اور ہمارے لئے کافی ہوا اور ان پر بھی نظر ڈالتے تھے جن کے لئے وہ کافی نہیں ہوا یعنی اللہ تو ویسے سب کائنات کے لئے ہے لیکن وہ لوگ جو خدا سے تعلق توڑ لیتے ہیں پھر وہ خدا کے ذمے سے نکل جاتے ہیں یعنی عمداً گناہوں میں بڑھ کر بعض دفعہ انسان واقعۃً اللہ کے ذمے سے باہر چلا جاتا ہے۔ تو ان کا بھی خیال کرتے اور فرماتے کتنے ہی ہیں جن کے لئے کوئی ایسا وجود نہیں کہ ان کے لئے کافی ہو اور انہیں پناہ دے۔

پھر حضرت عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر تشریف لے جاتے تو کہتے اے اللہ سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے یعنی نیند کے ذکر کے بعد اب سفر کے ذکر میں ہم داخل ہوتے ہیں۔ ان حدیثوں سے یہ ظاہر ہے کہ سونا جاگنا اللہ ہی کے نام پر ہوتا تھا۔ اللہ ہی سے باتیں ہوتی تھیں۔ اللہ کے نام سے سوتے تھے اللہ کے نام سے جاگتے تھے اور رات کی جو کیفیت تھی اس میں بھی عام حالتوں کے مقابل پر زیادہ قربِ الٰہی نصیب تھا کیونکہ دنیا سے جب ہم وفات کے بعد عالمِ برزخ میں جاتے ہیں تو احادیث سے ثابت ہے کہ اگر ہم جنتی وجود ہیں تو ہمیں جنت کی ہوائیں زیادہ ملتی ہیں اور اگر جہنمی وجود ہو تو جہنم کے بھبھکے بھی پہنچتے ہیں اگرچہ پوری قوت

کے ساتھ نہیں۔ اس لئے وہ خدا کے بندے جو خدا کا قرب چاہتے ہوئے دن گزارتے ہیں جب وہ رات کو سوتے ہیں تو ان کا عالم برزخ ایک قسم کی جنت کا عالم برزخ ہوتا ہے۔ پس سوتے بھی اللہ کا نام لے کر تھے اٹھتے بھی اللہ کا نام لے کر تھے اور رات کے وقت مختلف رویائے صادقہ کے ذریعے وحی جاری رہتی تھی اور اللہ کی طرف سے اپنے قرب کی ایسی علامتیں ضرور نصیب ہوتی ہوں گی جن کو ہم جنت کی کھڑکیوں کے ٹھنڈے جھونکے قرار دے سکتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن سرجس کی روایت ہے کہ سفر پر روانہ ہوتے تو خدا کے حضور یہ عرض کرتے ''اے اللہ سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور گھر میں تو ہی نگران ہے۔ اے اللہ ہمارے سفر میں تو ہمارا ساتھی بن اور ہمارے اہل پر ہمارا جانشین'' یہ دو باتیں ہیں۔ اے اللہ سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور گھر میں تو ہی نگران ہے ایک یہ بیان کیا ہے اور ساتھ ہی یہی دعا کی ہے کہ اے اللہ ہمارے سفر میں تو ہمارا ساتھی بن اور ہمارے اہل میں ہمارا جانشین بن۔ (ترمذی کتاب الدعوات: 3360)

اس میں ایک تو مستقل طور پر جو دائمی حقیقت ہے اس کا بیان ہے کہ سفر میں اللہ کے سوا کوئی ساتھی نہیں ہے حقیقت میں وہی ہے اور گھر کا بھی حقیقی نگران وہی ہے۔ یہ ایک عام جاری وساری کیفیت کا اور حقیقت کا حال بیان ہو رہا ہے اس کے نتیجے میں پھر ذہن دعا کی طرف مائل ہوتا ہے اور بذاتِ خود انسان باشعور طور پر یہ تمنا کرتا ہے کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی سفر کا ساتھی ہو نہیں سکتا اس لئے تو ہمارا ساتھی بن جا یعنی بالا رادہ ہمارے ساتھ ہو۔ ہماری ہر مشکل اور مصیبت میں کام آ اور پیچھے ہمارے گھر کا تو ہی نگران اور جانشین ہو جا، یعنی گھر کو ہر قسم کی آفات سے بچائے رکھ۔ ہر قسم کی ضرورتیں ان کی پوری فرمانے والا ہو۔ ہر قسم کے خوف سے امن دینے والا ہو۔ پس صرف اپنے لئے جاتے ہوئے دعا نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے لئے بھی جن کو پیچھے چھوڑ کر جایا کرتے تھے اور دونوں کو اللہ ہی کے سپرد رکھتے تھے۔ ''اے اللہ ہم سفر کی مشقت سے اور بُرے لوٹنے سے تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔'' یعنی سفر میں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں ان کی مشقت سے بھی اور بدحال گھروں کو لوٹنے سے، تجھ سے پناہ مانگتے ہیں'' اور مظلوم کی پکار سے اور کسی بُرے منظر سے۔ مظلوم کی پکار سے اور برے منظر سے اس لئے کہ حادثات بھی ہوتے رہتے ہیں صرف یہی نہیں کہ آپ ہی پناہ میں آئیں بلکہ اگر کسی تکلیف دہ منظر کو آنکھوں سے دیکھ بھی لیں تو وہ بھی بڑی تکلیف کی چیز ہے تو فرمایا کہ نہ صرف ہم تک

شر نہ پہنچے بلکہ شر کی جگہوں سے ہمیں بچائے رکھ اور اس میں آپ ؐ کے ساتھ مسافروں کے لئے بھی دعا ہوگئی اور سفر میں جن جن جگہوں سے جن جن گلیوں سے آپ ؐ کا گزر ہوتا تھا ان سب کے لئے دعا ہو گئی یعنی ایسا پاک وجود جس کے جانے سے ہر جگہ برکت ہی برکت ہو جس کے ماحول میں کوئی برا واقعہ پیش نہ آرہا ہو۔ یہ ایک بہت ہی پیاری دعا ہے جسے آپ ؐ نے ہم سب کے لئے ایک فیض عام کے طور پر ہم تک پہنچایا ہے کہ میں یعنی رسول کریم ﷺ یہ کیا کرتا تھا اور اگر آپ ؐ یہ دعا نہیں بھی کرتے تو بھی اللہ کی رحمت ہمیشہ آپ ؐ کے ساتھ رہا کرتی تھی لیکن اس کے ذریعہ ہمیں یہ بتایا کہ ایسی دعا کیا کرو کہ اس دعا کا فیض صرف تم تک نہ پہنچے تمہارے گھر تک نہ پہنچے بلکہ تمہارے ساتھ عام نور بن کر پھرتا رہے۔ جن شہروں میں تم جاؤ ان کے لئے برکت کا موجب بنے، جن گلیوں سے تم گزرو ان کے لئے برکت کا موجب بنے، جن سواریوں پر تم سوار ہو ان کے لئے برکت کا موجب بنے اور کوئی برائی تم نہ دیکھو یعنی تمہارے ماحول تمہارے گرد و پیش میں کوئی برائی پیدا نہ ہو اس لئے یہ دعا بھی بہت ہی اہم ہے جسے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

''اور مظلوم کی پکار سے'' عام طور پر دنیا میں ظلم ہوتے رہتے ہیں اور ایک انسان بعض دفعہ بے بس ہو جاتا ہے۔ مسافر ہے کچھ بھی نہیں کر سکتا لیکن جب یہ کسی مظلوم کی پکار کو سنتا ہے تو دل کو بہت چوٹ لگتی ہے تو فرمایا کہ اس سے بھی ہمیں بچا کہ ہم تک کسی تکلیف زدہ کی کوئی چیخ پہنچے۔ (ترمذی کتاب الادب حدیث نمبر: 3349)۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ الفاظ دہراتے ''اللہ کے نام کے ساتھ گھر سے باہر نکلتا ہوں۔ اللہ پر ہی توکل کرتا ہوں۔ اے اللہ ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اس بات سے کہ ہم لغزش کھائیں یا گمراہ ہوں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت کی کوئی بات کریں یا ہمارے خلاف کوئی جہالت کرے۔'' یہ تمام وہ باتیں ہیں جو سفر میں درپیش ہوتی ہیں اگر چہ عام دنیا کے حالات میں ایک مقیم کے لئے بھی یہ خطرات رہتے ہیں لیکن مسافر ہونے کی حالت میں یہ خطرات بہت بڑھ جاتے ہیں اور ایک مسافر کے لئے زیادہ اس بات کا احتمال ہے کہ اس پر جہالت کی جائے۔ تو آنحضرت ﷺ نے جہاں جہاں ظلم اور جہالت سے بچنے کی دعا مانگی ہے وہاں یہ بھی مانگی ہے کہ دنیا کو بھی ہمارے ظلم اور ہماری جہالت سے بچا۔

اس دعا میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی فطرت کی صداقت کس طرح ظاہر و باہر ہے یعنی محض اپنے لئے طلب نہیں ہو رہی بلکہ جو چیز اپنے لئے چاہتے ہیں غیر کے لئے بھی وہی چاہتے ہیں اور صرف یہ نہیں کہ ہمیں ہی ظلم سے اور جہالت سے بچائے رکھ۔ بعض دفعہ نادانستہ بھی انسان دوسرے پر ظلم کر بیٹھتا ہے، نادانستہ یا بلا ارادہ جہالت کی بات کر بیٹھتا ہے تو فرمایا کہ ہم صرف دوسروں کے ظلم اور جہالت سے پناہ نہیں مانگ رہے۔ اے خدا ہمارے ظلم اور جہالت سے بھی دنیا کو پناہ دینا۔ اس میں بہت گہرے سبق ہیں اور ایک سبق اس میں یہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ قبولیت دعا کے لئے دعا کا فیض عام کرنا چاہئے اگر دعا محض خودغرضی کی ہو تو اسے پایہ قبولیت میں ایسی جگہ نہیں مل سکتی جیسی ایک بے غرض کی دعا ہوتی ہے پس جہاں غیروں کی غرض کو اپنی غرض میں شامل کر لیا جائے وہ دعا زیادہ مقبول ہو جاتی ہے کیونکہ وہ رب العالمین کے ساتھ ایک گہرا تعلق رکھتی ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے، سب جہان کے لئے جب آپ فیض مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے زیادہ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

دوسرے یہ کہ جو سبق میں نے اس سے سیکھا ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ واقعۃً یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو اللہ دشمنوں کی جہالت اور ان کے ظلم سے بچائے تو اپنے ہاتھ ظلم اور جہالت سے روکیں اگر آپ کے ہاتھ ظلم پر لمبے ہوتے ہیں اور جہالت پر دراز ہوتے ہیں تو پھر یہ دعا کرنا کہ اے اللہ ہمیں ظلم سے بچا اور ہمیں جہالت سے بچا، محض ایک کھوکھلی اور بے معنی دعا ہوگی۔ پس دعا کے دوسرے پہلو نے صرف دعا نہیں سکھائی زندگی کے آداب سکھائے ہیں ایک روزمرہ کی زندگی کا سلوک بتایا ہے کہ تم اگر اللہ تعالیٰ سے جہالت سے بچنے کی دعا مانگتے ہو تو لازم ہے کہ خدا کے بندوں کو اپنی جہالت سے بچاؤ۔ اگر اللہ تعالیٰ سے ظلم سے بچنے کی دعا مانگتے ہو تو لازم ہے کہ خدا کے بندوں کو اپنے ظلم سے بچاؤ۔ اگر اللہ تعالیٰ سے ظلم سے بچنے کی تمنا رکھتے ہو تو تم پر فرض ہے کہ دنیا کو اپنے ظلم سے بچاؤ اور پھر نیک عمل کے ساتھ یہ دعا کرو گے تو دعا مرفوع ہوگی کیونکہ قرآن کریم نے یہ راز ہمیں سمجھا دیا ہے کہ وہ کلمہ طیبہ جو عملِ صالح ساتھ رکھتا ہو، عمل صالح کی طاقت رکھتا ہو وہ آسمانوں کی رفعتوں تک بلند ہو جاتا ہے اور جس کے ساتھ اعمال کا ایندھن نہ ہو اس میں اٹھنے کی طاقت نہیں جیسے بغیر ایندھن کے جہاز اڑانے کی کوشش کی جائے۔ تو اسی دعا نے یہ سارے مضمون ہمیں سکھا دیئے کہ دعا غیروں کے لئے بھی کرو اور اپنے لئے بھی کرو اور عمل سے بھی اس دعا کی تائید کرو تو پھر دیکھو کہ کس طرح تمہارے حق میں یہ دعا

قبول ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو یوں کہتے۔ ''ہم لوٹ رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے۔'' یہ دعا بھی گہری حکمت رکھتی ہے۔ عام طور پر جب ہم سفر سے واپس لوٹتے ہیں تو پہلی بات یہ کرتے ہیں اور اکثر یہی کرتے چلے جاتے ہیں کہ الحمد للہ خدا نے خیر و عافیت سے سفر تمام کیا اور ہم خوش خوش اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے ہیں مگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ خدا کی طرف لوٹنے کے ساتھ اس مضمون کو باندھ دیا کرتے تھے اور یہ آپؐ کی سچائی کی بہت گہری دلیل ہے۔ حقیقت میں اگر کوئی اپنے نفس کا عرفان رکھتا ہو تو اس کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے عرفان کی بھی صلاحیت عطا ہو جاتی ہے اگر اپنے نفس کا ہی عرفان نہ ہو تو کسی عرفان کی بھی صلاحیت نہیں ہو سکتی تو وہ جاہل اور گستاخ جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر حملے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیا نشان دیا؟ کیا دکھایا؟ اگر ان میں ذرا بھی بصیرت ہو اور آنحضور ﷺ کی روزمرہ کی زندگی کے ایک عام دستور کو دیکھیں تو وہیں سے ان کو آپؐ کی صداقت کے نشان مل جائیں گے اور ہر نشان کافی ہوگا۔ ایک ہی دلیل حضور اکرمؐ کی صداقت پر روزِ روشن کی طرح گواہ رہے گی۔ اب یہ دیکھیں کہ سفر سے لوٹنے کے بعد یہ عرض کر رہے ہیں کہ ہم تیری طرف توبہ کے ساتھ لوٹتے ہوئے لوٹ رہے ہیں یعنی انسان سفر سے گھر کے آرام کی طرف آتا ہے اور اسے پناہ ملتی ہے۔ اگر انسان نے خدا کی طرف جانا ہے اور توبہ کے بغیر اسے وہ پناہ مل نہیں سکتی۔ تو عارضی سفر کا خیال دل سے وقتی طور پر محو ہو جاتا ہے اور زندگی کے لمبے سفر کی طرف دھیان چلا جاتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ ہم نے خدا کی طرف جانا ہے پس اس سے یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم توبہ کے ساتھ تیری طرف لوٹنے والے بنیں اور تو ہمیں قبول فرما اور ہمیں اس طرح پناہ دے جس طرح سفر کی تھکاوٹ کے بعد گھر پناہ دیا کرتا ہے۔ ہم اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضر اور سفر کو ویسا ہی بنا دے جیسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے کلام سے اور اپنے اسوہ سے ہمیں تعلیم عطا فرمائی ہے۔

یہ مضمون لمبا ہوتا چلا جارہا ہے مگر اچھا ذکر ہے بہت ہی پیارا ہے جتنا لمبا ہو، اچھا ہے۔ انشاء اللہ باقی آئندہ خطبے میں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

پھر فرمایا۔ اگر چہ انٹرنیشنل احمدیہ ٹیلی ویژن کے وقت کے لحاظ سے کوئی قید نہیں ہے جو خطبہ کو میں لمبا بھی کر سکتا ہوں لیکن ربوہ والوں کے مجھے ابھی سے خط آ رہے ہیں شکووں کے کہ آپ ٹیلی ویژن پر لمبے لمبے خطبہ دیا کریں گے ہم کیا کریں گے ہمارا تو گھنٹے کا وقت ختم ہو جائے گا۔ اس لئے گھنٹے کے اندر مضمون سمیٹا کریں تو جب تک ان کا وقت نہ بڑھ جائے اس وقت تک بہر حال ہمیں احتیاط کرنی چاہئے اور وقت کے اندر مضمون کو ختم کرنا چاہئے۔